غمِ حسین

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام کی تاریخ آلام ومصائب سے لبریز ہے، مسلمانانِ امت نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی شہادت اور دیگر اصحاب رسول ﷺ کی شہادتوں اور وفاتوں کا غم ابھی نہ بھولے تھے کہ دس محرم الحرام ۶۱ھ کو نواسۂ رسول، گوشہ بتول، نوجوانانِ جنت کے سردار، گلستانِ رسالت کے پھول سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مظلومانہ شہادت کے غم سے دوچار ہونا پڑا۔

مصیبت وپریشانی میں غمناک ہونا اور اشک غم بہانا فطری امر ہے۔ بے صبری، جزع فزع، نوحہ وبین اور سینہ کوبی باتفاق مسلمین حرام اور ممنوع ہے۔ مصائب وآلام پر صبر واستقلال کا مظاہرہ کرنے والوں کی قرآنِ مقدس یوں مدح سرائی کرتا ہے:

﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۞ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۞ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ (البقرة: ۲/۱۵۵-۱۵۷)

''(اے نبی!) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں، وہ لوگ کہ جو مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ''ہم اللہ کے عاجز

ودرماندہ بندے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔'' کہتے ہیں، انہی پر رب کریم کی مغفرت ورحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

بے صبری اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے، اس پر شدید وعید وارد ہوئی ہے، ملاحظہ ہو!

① سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ .

''وہ ہم میں سے نہیں، جس نے رخسار پیٹے، گریباں پھاڑا اور جاہلی عصبیت کو ہوا دینے والی آواز بلند کی۔''

(صحيح البخاري : ١٢٩٤، صحيح مسلم : ١٠٣)

② سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَرِيءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ .

''رسول اللہ ﷺ بوقت مصیبت چیخنے چلانے، سر منڈانے اور گریبان چاک کرنے والیوں سے بری ہیں۔''

(صحيح البخاري : ١٢٩٦، صحيح مسلم : ١٠٤)

③ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''میری امت کے (بعض) لوگ جاہلیت کے چار کام نہیں چھوڑیں گے، حسب ونسب میں فخر، نسب میں طعن وعیب، ستاروں کے ذریعے بارش

طلب کرنا اور نوحہ کرنا، نوحہ کرنے والی عورت توبہ کے بغیر مر جائے، روز قیامت اسے اٹھایا جائے گا، تو اس پر گندھک کی قمیص اور خارش کی چادر ہوگی۔'' (صحيح مسلم : ٩٣٤)

④ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ : مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَّرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ .

''دنیا و آخرت میں دو آوازوں پر لعنت کی گئی ہے؛ خوشی کی موقع پر موسیقی اور مصیبت کے وقت نوحہ خوانی۔'' (مسند البزّار : ٧٥١٣، وسندهٗ حسنٌ)

⑤ علامہ طرطوشی (۵۲۰ھ) لکھتے ہیں:

فَأَمَّا الْمَاتَمُ، فَمَمْنُوعَةٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ .

''ماتم کے ممنوع ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

(الحوادث والبِدَع، ص ١٧٥)

جوں ہی محرم الحرام کا چاند نظر آتا ہے، ایک فرقہ بے شمار بدعات، خرافات، ہفوات، ترہات اور بیسیوں محرمات و منکرات کا ارتکاب کرتا ہے، جیسا کہ ماتم گری، سینہ کوبی، نوحہ، بین، مرثیہ خوانی کے لیے مجالس و محافل کا انعقاد، عزاداری، تعزیہ (قبر حسین رضی اللہ عنہ کی شبیہ)، تابوت (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے جنازے کی شبیہ)، تعزیہ اٹھانا (تعزیہ کو امام باڑہ یا تعزیہ خانہ سے گشت کرانے یا دفن کے لیے لے جانا)، تعزیہ کی زیارت، طلب حاجات کے لیے اس کے ساتھ عرضیاں باندھنا، اسے جھک کر سلام

کرنا، اس کے سامنے رکوع اور سجدہ کرنا، چومنا چاٹنا، اس پر منت منوتی کے چڑھاوے چڑھانا، بچوں کو اس کے ساتھ بطورِ قیدی باندھنا، کاغذ کی روٹی کتر کر باندھنا، اس کی تزیین و آرائش کرنا، علم عباس نکالنا، آگ پر ماتم کرنا، زنجیروں، ٹوکوں اور تلواروں سے خود کو لہولہان کرنا، سر پیٹنا، چہرہ پیٹنا، سر پر راکھ ڈالنا، گریبان چاک کرنا، ننگے پاؤں چلنا، پاؤں میں بیڑیاں ڈالنا، کالا لباس پہننا، سر پر چھلے مارنا، ذوالجناح (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی شبیہ) نکالنا، اس پر سواری نہ کرنا، بچوں کو اس کے نیچے سے گزارنا، چھ محرم کو علی اصغر کا جھولا نکالنا، سات محرم کو قاسم بن حسن کی مہندی نکالنا، علم عباس، تعزیہ اور ذوالجناح کو سجدہ کرنا، جسے سجدۂ تعظیمی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی نیاز دینا، سلسبیل لگانا، بعض علاقوں میں جلوس کے ساتھ ڈھول، شرنا اور دیگر آلات لہو ولعب لے جانا، مرد و زن کا اختلاط، دسویں محرم کو شامِ غریباں، جھوٹے قصے کہانیاں، بے سند اور من گھڑت روایات کا بیان، قرآن و حدیث کی مخالفت، اللہ اور اس کے رسولوں کی شان میں تنقیص، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض کا اظہار اور ان کے خلاف زبانِ طعن دراز کرنا، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کا انکار اور ان پر تنقید، بعض اہل بیت کی شان میں غلو اور بعض کی شان میں تقصیر، قرآن و حدیث کی باطل تاویلات، اہل سنت والجماعت کی توہین اور ان پر الزام تراشی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر کذب وافترا وغیرہ۔

یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں:

﴿أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ

يَّشَآءُ وَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ﴾ (فاطر : ٨/٣٥)

''جس کے لیے اس کا برا عمل خوشنما بنا دیا گیا ہے اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگا ہے، (کیا آپ اسے بچا سکتے ہیں؟)، اللہ تعالیٰ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا * الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ (الكهف : ١٠٣/١٨ـ١٠٤)

''اے نبی! کہہ دیجیے آپ کو اعمال میں خسارا پانے والوں کی خبر نہ دیں؟ (یہ) وہ لوگ (ہیں) جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ہی ختم ہوگئی، حالاں کے وہ اپنے تئیں اچھا کر رہے تھے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَصَارَ الشَّيْطَانُ بِسَبَبِ قَتْلِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحْدِثُ لِلنَّاسِ بِدْعَتَيْنِ، بِدْعَةَ الْحُزْنِ وَالنَّوْحِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، مِنَ اللَّطْمِ وَالصُّرَاخِ وَالْبُكَاءِ وَالْعَطْشِ وَانْشَاءِ الْمَرَاثِي، وَمَا يُفْضِي إِلٰى ذٰلِكَ مِنْ سَبِّ السَّلَفِ وَلَعَنِهِمْ وَإِدْخَالِ مَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ مَعَ ذَوِي الذُّنُوبِ حَتّٰى يُسَبُّ

السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ، وَتُقْرَأُ أَخْبَارُ مَصْرَعِهِ الَّتِي كَثِيرٌ فِيهَا كَذِبٌ، وَكَانَ قَصْدُ مَنْ سَنَّ ذٰلِكَ فَتْحَ بَابِ الْفِتْنَةِ وَالْفُرْقَةِ بَيْنَ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ هٰذَا لَيْسَ وَاجِبًا وَلَا مُسْتَحَبًّا بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، بَلْ إِحْدَاثُ الْجَزَعِ وَالنِّيَاحَةِ لِلْمَصَائِبِ الْقَدِيمَةِ مِنْ أَعْظَمِ مَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ.

''شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے شیطان لوگوں میں دو طرح کی بدعات پھیلا رہا ہے، ایک دس محرم کے دن غم ونوحہ کی بدعت، یعنی جسم پیٹنا، چیخ وپکار، رونا، پیاسے رہنا، مرثیہ پڑھنا اور اسی طرح کے دیگر اعمال مثلا سلف صالحین کو گالم گلوچ، ان پر لعن طعن، انہیں شریک جرم باور کرانا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جھوٹے افسانے بیان کرنا۔ یہ کام شروع کرنے والے کا مقصد فتنہ گری اور امت میں تفرقہ پروری تھا۔ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ کام نہ واجب ہیں اور نہ مستحب، بل کہ بیتے مصائب پر جزع وفزع اور نوحہ گری اللہ ورسول کے حرام کردہ بڑے گناہوں میں سے ہیں۔'' (منهاج السّنة: ٣٢٢/٢۔٣٢٣)

جس طرح یہودی سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور نصرانی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کے دعویدار ہیں، لیکن ان کی تعلیمات سے مکمل انحراف برتتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کے مدعی، مگر ان کی تعلیمات اور سیرت وکردار سے یکسر منحرف ہیں، ان کی کتابیں ان کے

فضائل ومناقب سے خالی ہیں، مقام افسوس تو یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت اہل بیت سے دلی محبت رکھتے ہیں، اس کا اظہار بھی کرتے ہیں، قرآن وحدیث نے ان کا جو مرتبہ ومقام متعین کیا ہے، اسے بلا غلو وتقصیر قبول کرتے ہیں، ان کی کتابیں اہل بیت کے فضائل ومناقب سے بھری پڑی ہیں، اس کے باوجود بعض لوگ اہل سنت سے بغض وعداوت رکھتے ہیں، آخر کیوں؟

ماتم کی شرعی حیثیت:

ماتم جاہلی رسم ہے۔ باتفاق علما بدعت اور حرام ہے۔ اسلام کے اصولوں سے غم کم ہوتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے۔ غیر اسلامی طریقے غم میں اضافہ کرتے ہیں۔

کتنے انبیا علیہم السلام مظلومانہ شہادت سے دوچار ہوئے، بلکہ اسلام کی تاریخ شہادتوں سے لبریز ہے، تو کیا ہر ایک پر ماتم روا سمجھا جائے گا؟ پھر تو کوئی دن ماتم سے خالی نہ ہو گا!

بعض لوگ حسینی ماتم کرتے ہیں، جبکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بڑی شہادت ہے، ان پر ماتم کیوں نہیں؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی شہید ہیں۔ ان کا ماتم کوئی نہیں کرتا۔ بے شک سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت برحق ہے، انسانی تاریخ کا اندوہ ناک واقعہ ہے، ہر مسلمان کو اس سے دکھ پہنچا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کا ماتم کریں۔ اہل بیت میں سے کسی نے کسی کی شہادت پر

ماتم نہیں کیا۔

بعض لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ماتم قرآن سے ثابت ہے، ان سے سوال ہے، کیا علمائے اہل بیت اور علمائے امت نے قرآن کریم نہیں پڑھا؟ ہمارے مطابق نہ صرف پڑھا، بلکہ فہم بھی حاصل کیا، اس پر عمل کیا، اس کی تبلیغ کی۔ ان میں سے کسی کا یہ دعویٰ نہیں کہ ماتم جائز ہے، چہ جائیکہ وہ قرآن سے اس کا ثبوت فراہم کرتے۔ اسلاف امت کے خلاف کوئی بھی مؤقف غیر مسموع ہے۔ اس پر سہاگہ یہ کہ علمائے امت نے ماتم کو حرام قرار دیا ہے۔ ان کے اتفاق واجماع پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ وہ کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتے۔ ان میں سے ہر ایک اہل بیت کے حقوق کا پاسدار تھا، ان سے عقیدت ومحبت رکھتا تھا، ان کا ادب واحترام واجب سمجھتا تھا۔

علامہ ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ (۵۲۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْمَآتِمُ؛ فَمَمْنُوعَةٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ .

''ماتم کے ممنوع ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(الحوادث والبدع، ص 175)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا اتِّخَاذُ أَمْثَالِ أَيَّامِ الْمَصَائِبِ مَآتِمَ فَهٰذَا لَيْسَ فِي دِينِ الْمُسْلِمِينَ، بَلْ هُوَ إِلٰى دِينِ الْجَاهِلِيَّةِ أَقْرَبُ .

''مصیبت کے ایام کو ماتم کے دن بنالینا، مسلمانوں کا دین نہیں، بلکہ یہ جاہلیت کے زیادہ قریب ہے۔''

(اقتضاء الصراط المستقیم : 131/2)

نیز فرماتے ہیں:

مِنْ حَمَاقَتِهِمْ إِقَامَةُ الْمَأْتَمِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلٰى مَنْ قَدْ قُتِلَ مِنْ سِنِينَ عَدِيدَةٍ، وَمِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ الْمَقْتُولَ، وَغَيْرَهُ مِنَ الْمَوْتٰى إِذَا فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ بِهِمْ عَقِبَ مَوْتِهِمْ كَانَ ذٰلِكَ مِمَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ، وَرَسُولُهُ.

''ان کی ایک حماقت تو ماتم قائم کرنا ہے، اور ان لوگوں پر نوحہ کرنا، جو کئی برس پہلے وفات پا چکے تھے۔ یہ بات تو معلوم ہے کہ مقتول ہو یا کوئی دوسری میت ہو، ان کی موت کے بعد اس طرح کے کام، اللہ و رسول نے حرام قرار دیئے ہیں۔''

(منهاج السنة :52/1)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا اتِّخَاذُ الْمَآتِمِ فِي الْمَصَائِبِ وَاتِّخَاذُ أَوْقَاتِهَا مَآتِمَ، فَلَيْسَ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، وَهُوَ أَمْرٌ لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَحَدٌ مِّنَ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ، وَلَا مِنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، وَلَا مِنْ قَادَةِ أَهْلِ الْبَيْتِ، وَلَا غَيْرِهِمْ، وَقَدْ شَهِدَ مَقْتَلَ عَلِيٍّ أَهْلُ بَيْتِهٖ، وَشَهِدَ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ مَنْ شَهِدَهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَقَدْ مَرَّتْ عَلٰى

ذٰلِكَ سِنُونَ كَثِيرَةٌ، وَهُمْ مُتَمَسِّكُونَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُحَدِّثُونَ مَأْتَمًا، وَلَا نِيَاحَةً، بَلْ يَصْبِرُونَ وَيَسْتَرْجِعُونَ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ يَفْعَلُونَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ مِنَ الْحَزَنِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ قُرْبِ الْمُصِيبَةِ .

''مصیبت کے اوقات کو ماتم کے دن بنا لینا، اسلام نہیں ہے۔ یہ ایسا کام ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، نہ سابقون الاولون میں سے کسی نے کیا، نہ تابعین نے اور نہ اہل بیت نے، نہ کسی اور نے۔ حالاں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ان کے اہل بیت موجود تھے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت بھی ان کے اہل بیت موجود تھے، اس پر کئی برس گزر گئے، مگر ان کے اہل بیت نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو تھامے رکھا، انہوں نے ماتم ایجاد نہیں کیا، نہ نوحہ ایجاد کیا۔ بلکہ وہ صبر کرتے تھے، اور اللہ و رسول کے حکم کے مطابق انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کیا کرتے تھے۔ یا روتے بھی تو مصیبت کے ابتدائی لمحات میں، غمگین بھی ہوتے، لیکن جائز طریقے کے ساتھ۔''

(حقوق أهل البيت، ص 46)

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ غَيْرُ صَوْمِهِ، وَإِنَّمَا الرَّوَافِضُ لَمَّا ابْتَدَعُوا إِقَامَةَ

الْمَأْتَمَ وَإِظْهَارَ الْحُزْنِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ لِكَوْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُتِلَ فِيهِ.

''عاشوراء کے دن سوائے روزے کے رسول اللہ ﷺ سے کچھ ثابت نہیں، یہ روافض ہیں، جنہوں نے عاشور کے دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ماتم اور اظہار غم کی بدعت ایجاد کی۔''

(التنبيه على مشكلات الهداية : 930/2، فتاویٰ شامي : 418/2)

کبار علمائے عرب کا فتویٰ ہے:

اَلْأَصْلُ فِيهَا أَنَّهَا عَادَةٌ فِرْعُونِيَّةٌ كَانَتْ لَدَى الْفَرَاعِنَةِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ ثُمَّ انْتَشَرَتْ عَنْهُمْ وَسَرَتْ فِي غَيْرِهِمْ وَهِيَ بِدْعَةٌ مُنْكَرَةٌ لَّا أَصْلَ لَهُ فِي الْإِسْلَامِ يَرُدُّهَا مَا ثَبَتَ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.

''اصلا یہ فرعونوں کی عادت رہی ہے، اسلام سے قبل فرعونوں کے یہاں ایسے کام ہوا کرتے تھے، پھر ان سے آگے غیروں تک پھیل گئی۔ یہ منکر بدعت ہے، اس کی اسلام میں کوئی اصل موجود نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس کا رد کرتا ہے، جس شخص نے ہمارے دین کچھ نیا کام کیا، تو وہ مردود ہے۔''

(فتاویٰ إسلامية : 312/1)

دنیا میں سب سے پہلا ماتم حسین تین سو باون (۳۵۲ھ) بغداد میں ہوا، اس سے پہلے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم نہیں کیا گیا۔ یہ کیسا دین ہے کہ جس سے چار سو سال تک مسلمان ناواقف رہے۔

اہل سنت جب ماتم گری پر رد کرتے ہیں، تو بعض الناس بطور دلیل یہ روایت پیش کرتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَفِي دَوْلَتِي، لَمْ أَظْلِمْ فِيهِ أَحَدًا، فَمِنْ سَفَهِي وَحَدَاثَةِ سِنِّي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ، وَهُوَ فِي حِجْرِي، ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسَهُ عَلٰى وِسَادَةٍ وَّقُمْتُ أَلْتَدِمُ مَعَ النِّسَاءِ وَأَضْرِبُ وَجْهِي .

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر میں میرے سینے پر ہوئی، اس حوالہ سے میں نے کسی (زوجہ محترمہ) کی حق تلفی نہیں کی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم برضا میرے گھر میں تشریف لائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، تو آپ میری گود میں تھے، میں نے آپ کا سر مبارک سرہانے پر رکھا اور ناسمجھی و کم عمری کے باعث عورتوں کے ساتھ سینہ اور منہ پیٹنے لگی۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٧٤/٦، وسندهٗ حسنٌ)

ان کا یہ اقدام لاعلمی کی بنا پر تھا، جن میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں، اسی

لیے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسے اپنی ناسمجھی اور کم عمری کا نتیجہ خیال کر رہی ہیں، ویسے بھی صحابہ کرام کا معاملہ دوسروں سے مختلف ہے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؛

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾

(التوبة : ٩/١٠٠، المجادلة : ٥٨/٢٢، البينة : ٩٨/٨)

''اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(آل عمران : ٣/١٥٢)

''اللہ تعالیٰ نے آپ سے درگزر کیا ہے، اللہ تعالیٰ مؤمنوں پر فضل کرنے والا ہے۔''

یاد رہے کہ ائمہ اہل سنت قرآن واحادیث کے دلائل سے بخوبی واقف تھے، ان کے معانی ومفاہیم کو سب سے بہتر جانتے تھے۔ وہ تمام آیات واحادیث جو بعض احباب ماتم کے جواز پر پیش کرتے ہیں، ائمہ متقدمین کو ان کا بخوبی علم تھا، لیکن اس کے باوجود ماتم کو حرام کہتے ہیں۔ اگر ان آیات واحادیث سے ماتم کا جواز ثابت ہوتا، تو اسلاف امت ضرور ثابت کرتے۔ ان کا ثابت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن وحدیث سے ماتم ثابت نہیں۔ اس کے باوجود اگر آج کوئی کتاب وسنت سے ماتم کا جواز ثابت کرے، تو وہ تاویل یا تحریف ہے، حق نہیں۔ نیز وہ زبان حال سے یہ باور کروا رہا ہے کہ اسلاف امت ایسے عقیدہ وعمل سے ناواقف رہ گئے، جس پر یہ بعد والا مطلع ہو گیا۔ یہ واضح الحاد ہے۔

ائمہ اہل سنت والجماعت کے اجماعی واتفاقی عقیدہ وعمل کے خلاف کوئی دلیل نہیں سنی جائے گی، کیونکہ حق وہی ہے، جسے ائمہ اہل سنت نے اختیار کیا۔ان کے ہر عقیدہ وعمل کتاب وسنت کے دلائل پر قائم ہے۔